رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

خواجہ غریب نواز

پروفیسر فیاض کاوش

شرکتِ اسلامیہ میرپورخاص

مختصر، مستند اور جامع سوانح عمری اور کارنامے

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

خواجہ غریب نواز

مؤلف

پروفیسر فیاض کاوشؔ

ناشر

شرکتِ اسلامیہ

مسلم منزل' حمیدہ پورہ کالونی نمبر 1' میرپور خاص (سندھ)

اسلامی جمہوریہ پاکستان

کتاب ○ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مؤلف ○ پروفیسر فیاض احمد خان کاوشؔ وارثی علیہ الرحمہ

طباعت ○ بارِ اوّل، ۱۹۹۹ء / ۱۴۲۰ھ

ناشر ○ شرکتِ اسلامیہ، میرپور خاص

تعداد ○ ایک ہزار

ہدیہ ○

ملنے کا پتہ

شرکتِ اسلامیہ

مسلم منزل' حمیدہ پورہ کالونی نمبر 1' میرپور خاص (سندھ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

پروفیسر فیاض احمد خان کاوش صاحب مرحوم ایک جہاں دیدہ و جہاں آراء شخصیت کے مالک تھے۔ تاریخ، تحقیق، تنقید، شاعری اور خصوصاً نعتیہ شاعری ان کی پہچان ہے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں کبھی مصلحتِ وقت سے کام نہ لیا۔ ہمیشہ حق بات کا بر ملا اظہار کیا۔ آپ بلاوجہ کسی سے مرعوب نہیں ہوتے تھے، ہاں جو نسبت رسول علیہ السلام سے متصف ہو، اسے سر آنکھوں پر بٹھاتے، دیدہ و دل فرشِ راہ کرتے، محافل و ملاقاتوں میں وہ شخص خصوصی توجہ کا مستحق قرار پاتا........ چوں سے آپ کی محبت حد درجہ تھی، بچہ اگر روتا تو تکلیف محسوس کرتے......... غریبوں سے ہمدردی کرتے اور فقراء کو بڑی چاہ سے کھلاتے، ان کا اعزاز فرماتے.......

بقول قبلہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد:

"ان کا مزاج شاہانہ، طبیعت فقیرانہ، معیشت و معاشرت قلندرانہ"

آپ حضراتِ اولیاء کرام سے بڑی عقیدت رکھتے تھے اور ان سے تعلق کو اپنے لیے نعمتِ عظمیٰ گردانتے تھے۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو میرپور خاص کے مشہور چشتی بزرگ حضرت خواجہ عبد المجید چشتی سلیمانی علیہ الرحمہ کے مزار کے سائے میں دفن کیا گیا......... اسی قلبی عقیدت و محبت کا جیتا جاگتا ثبوت آپ کی کتابیں پیرانِ پیر، آفتابِ ولایت وغیرہ ہیں جنہیں ناشرین نے کئی مرتبہ شائع کیا، لیکن اب بھی وہ کم یاب ہیں۔

پروفیسر فیاض احمد خان کاوش نسباً پٹھان، مسلکاً حنفی اور مشرباً وارثی تھے۔ والدِ محترم کا نام فیض محمد خان تھا۔ آپ ہندوستان کے صوبے یو پی کے مردم خیز شہر اٹاوہ کے محلے کٹرا شاہب خان میں ۷ ۱۹۳ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی دینی تعلیم مدرسہ تعلیم القرآن، اٹاوہ میں حاصل کی اور میٹرک "اٹاوہ کے سر سید" میلارڈ بشیر احمد کے قائم کردہ اسلامیہ ہائی اسکول، اٹاوہ سے کیا۔ اسی سال پاکستان تشریف لائے اور کلیکٹریٹ تھرپارکر میں سرشتہ دار مقرر ہوئے۔ پھر کچھ عرصے گورنمنٹ ہائی اسکول میرپور خاص میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ بعد میں تعلیم کو جاری رکھتے ہوئے اردو زبان و ادب میں ایم۔اے فرسٹ کلاس، فرسٹ پوزیشن میں پاس کیا اور لیکچرار مقرر ہوئے۔ پھر ۱۹۹۶ء میں بحیثیت صدر شعبۂ اردو گورنمنٹ شاہ عبداللطیف سائنس کالج میرپور خاص سے ریٹائرڈ ہوئے۔

محترم فیاض احمد کاوش نے بیس سے زائد کتب تصنیف و تالیف فرمائیں۔ فنِ سوانح نگاری میں آپ منفرد تھے۔ آپ کی کتب میں مستند حوالہ جات کثرت سے ملتے ہیں۔ لیکن زبان و بیاں کی روانی، شگفتگی اور اظہار کی پختگی میں کوئی فرق نہیں آتا، بلکہ اور نکھار پیدا ہوتا ہے۔ آپ کے طرزِ نگارش میں ایک خاص اسلوب پایا جاتا ہے۔ جو انشاء پردازی کی تمام منازل طے کرتے ہوئے عروج کمال کو پہنچا ہوا ہے۔

زیرِ نظر تالیف آپ کی آخری یادگار ہے۔ اسے آپ کی حیاتِ مبارکہ ہی میں منظر عام پر آنا تھا۔ لیکن ۔ اے رضا! ہر کام کا اک وقت ہے۔........

کے مصداق یہ آپ کے وصال کے بعد منظر عام پر آ رہی ہے........اس کی کمپیوٹری کتابت آپ کی زندگی ہی میں مکمل ہو گئی تھی۔ اسی دوران آپ علیل ہو گئے اور ۱۲ر اکتوبر ۱۹۹۹ء مطابق ۲ر رجب المرجب ۱۴۲۰ھ بروز منگل اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ آپ کی حیات میں آپ کے سعادت مند شاگرد مرزا اعظم بیگ نے آپ سے اس کتاب کی اشاعت کی خواہش کا اظہار کیا تھا جسے آپ نے قبول فرمایا تھا۔ لہٰذا آج اس کی تکمیل ہو رہی ہے۔ محترم فیاض احمد کاوش، شرکتِ اسلامیہ کے روحِ رواں تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ لٹریچر کے ذریعے تبلیغ اسلام کے کام کو تقویت دی جائے........ الحمد للہ! ان کے تربیت یافتہ شاگرد ان کے کام کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

پیشِ نظر کتابچہ شرکتِ اسلامیہ کی دوسری کوشش ہے......اس کی اشاعت اور جملہ امور کے سلسلے میں اراکینِ ادارہ پروفیسر عبد الرحمٰن، مرزا خالد بیگ، محمد شکیل صدیقی، مرزا اعظم بیگ اور محمد اکرم نے خصوصی معاونت فرمائی۔ مجلسِ مشاورت کے رکن محترم پروفیسر پیر نثار احمد جان سرہندی نے قدم قدم پر رہنمائی فرمائی.... جبکہ رحیم بخش سیال نے کمپوزنگ میں بڑی محنت اور بڑا سلیقہ برتا۔

خداوندِ کریم سے دعا گو ہوں کہ وہ استادِ محترم کی اس کاوش کو دارین میں بلندیٔ درجات کا ذریعہ بنائے اور ان کی نگارشات سے ایک عالم کو مستفید فرمائے۔ (آمین)

۲۳ر اکتوبر ۱۹۹۹ء
۱۳ر رجب المرجب ۱۴۲۰ھ
میرپور خاص

قدرت اللہ بیگ
سیکریٹری، شرکتِ اسلامیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خواجہ غریب نواز

خواجہ خواجگاں "معین الدین" ○ اشرفِ اولیاء بروئے زمیں

ولادت ۵۳۷ھ مطابق ۱۱۴۲ء ○ وصال ۶۳۳ھ مطابق ۱۲۳۶ء

سلطان السالکین، عطائے رسول، ہندالولی قطب المشائخ، خواجہ خواجگان، حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ ۱۴ رجب المرجب ۵۳۷ھ، بروز دو شنبہ، بوقت فجر، خراسان کے قصبہ سنجر میں، نجیب الطرفین حسنی و حسینی خانوادۂ سادات میں پیدا ہوئے۔

آپ کے والد ماجد خواجہ غیاث الدین حسن رحمۃ اللہ علیہ شہر کے بڑے رئیس تاجر تھے، اور دولتِ فقر سے بھی مالا مال تھے! آپ کی والدہ ماجدہ بھی بڑی عابدہ زاہدہ اور خداترس مخیّر خاتون تھیں۔!

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والدین ہی کے زیر سایہ پائی،

پندرہ سال کی عمر میں اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ نے سمر قند و بخارا کا صبر آزما سفر اختیار فرمایا جو اس وقت اسلامی علوم و فنون کے مراکز تھے، یہاں آپ نے قرآن پاک حفظ کیا، پھر تفسیر، حدیث، فقہ اور دیگر علوم منقول و معقول کی تحصیل کی۔ اس کے بعد غیبی اشارہ پا کر تکمیلِ باطن کے لئے مرشدِ کامل کی تلاش شروع کی...... چنانچہ سمر قند سے عراق ہوتے ہوئے نیشاپور پہنچے تو یہاں قصبہ ہارون کے صاحبِ کشف و کرامت بزرگ شیخ الشیوخ سیدنا حضرت خواجہ عثمان ہارونی کا بڑا شہرہ تھا جن کا سلسلۂ نسب، گیارہ واسطوں سے حضرت علی کرم اللہ وجہ تک پہنچتا تھا، آپ نے ان کے دستِ حق پرست پر بیعت ہونے کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد آپ شب و روز مرشدِ برحق کی خدمت گزاری کے ساتھ ساتھ عبادتِ الٰہی میں مشغول رہنے لگے۔ ایک دن حضرت شیخ نے آپکی خدمت گزاری کے ساتھ سخت عبادت و ریاضت پر ناز کرتے ہوئے فرمایا:

﴿معین الدین محبوبِ خدا ہیں مجھے ان کی مریدی پر فخر ہے۔﴾

اس کے بعد جب حضرت شیخ نے حجِ بیت اللہ شریف کا سفر اختیار کیا

تو بھی آپ سراپا خدمت بن کر ان کے ساتھ ساتھ رہے، آخر طوافِ کعبہ کے بعد میزابِ رحمت کے نیچے آپ کے مرشدِ پاک نے اپنے اس مریدِ باصفا کا ہاتھ پکڑ کر بارگاہِ رب العزت میں پیش کیا اور آپکی مقبولیت کے لئے دعا فرمائی.......... اس وقت غیب سے ندا آئی:

"معین الدین ہمارا دوست ہے...... ہم نے اسے قبول کیا اور اسے عزت بخشی".......................!

اس کے بعد مدینہ منورہ میں روضہ اقدس پر بصد عجز و نیاز آپ نے صلوٰۃ و سلام پیش کیا تو حریمِ ناز سے جواب آیا:......

"وعلیکم السلام یا قطب المشائخ"...........

یہ بہت بڑا اعزاز تھا............ یہ خطابِ خاص پا کر آپ اسی رات زیارتِ رسول ﷺ سے بھی مشرف ہوئے جس میں آپ کو تبلیغِ اسلام کے لئے ولایتِ ہند عطا ہوئی۔ عطائے رسول کے اس اعزاز خاص کے بعد مرشدِ کامل نے خرقہ شریف عطا کر کے آپکو اپنی خلافتِ عظمیٰ سے بھی نواز دیا...... یہاں سے سرفراز ہو کر بغداد شریف حاضر ہوئے جہاں آپ نے حضرت سیدنا غوث الاعظم محبوبِ سبحانی شیخ محی الدین

عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں حاضر ہو کر چلہ کشی کی اور بیش بہا فیوضِ باطنی سے نوازے گئے! ان تمام اعزازات سے مزین ہو کر اصفہان، ہرات، سبزوار، بلخ، اور غزنی ہوتے ہوئے آپ عازمِ ہند ہوئے۔ اس وقت چالیس درویش آپکے ہمراہ تھے ان میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی بھی تھے جو اصفہان میں آپکے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے تھے بعد میں یہ آپ کی خلافتِ عظمیٰ سے نوازے گئے!

غرضیکہ غزنی ہوتے ہوئے ملتان کو آپ نے اپنے قدموں کی برکت سے نوازا، پھر ملتان سے لاہور تشریف لائے اور حضرت داتا گنج بخش کے مزار اقدس پر بصد خلوص و محبت چلہ کشی کی اور فیوضِ باطنی سے مالا مال ہوئے۔!

اس کے بعد لاہور سے پیدل سفر کرتے ہوئے دو ماہ میں ہندوستان کے راجہ پرتھوی راج چوہان کی راجدھانی اجمیر کو ۵۸۷ھ مطابق ۹۲-۱۱۹۱ء میں آپ نے اپنے مبارک قدموں کی برکت سے نوازا! وہاں آپکے فیضِ روحانی کی یہ فراوانی تھی کہ جس پر نظر پڑتی مسلمان ہو جاتا!

؎ پڑے ہے بزم میں جس شخص پر نگاہ تری
وہ منہ کو پھیر کے کہتا ہے اف پناہ تری ! !

راستے میں سات سو ہندوؤں کو مسلمان کیا، جدھر جدھر سے گزرے نورِ ایمانی پھیلاتے گئے چنانچہ ہندوستان میں آپکی تشریف آوری زبردست روحانی انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوئی!!

اجمیر میں وارد ہو کر آپ نے ایک کھلے میدان میں ڈیرہ جمایا وہاں راجہ کے خدام نے آکر کہا کہ یہاں تو راجہ کے اونٹ بیٹھتے ہیں وہاں سے آپ یہ کہکر اٹھ کھڑے ہوئے کہ : اچھا اب اونٹ ہی بیٹھے رہیں! چنانچہ جب راجہ کے اونٹ یہاں آکر بیٹھے تو بیٹھے کے بیٹھے ہی رہ گئے۔!!! شتربانوں نے اٹھانے کی لاکھ کوشش کی مگر وہ اٹھنے کا نام نہ لیتے تھے آخر عاجز آکر شتربانوں نے حضرت خواجہ کے حضور معافی طلب کی۔ آپ نے معاف فرمادیا تو اونٹ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے یہ دیکھ کر سب حیران رہ گئے......!

وہاں سے آکر آپ "......اناساگر......" کے قریب تشریف فرما ہوئے۔ اناساگر ایک خوبصورت اور وسیع تالاب تھا جس کے

کنارے بڑے بڑے مندر تھے جن میں بتوں کے ساتھ ساتھ جگہ جگہ گائے کی مورتیاں بنی ہوئی تھیں، سینکڑوں مہنت اور ہزاروں پجاری رات دن انکی پوجا کرتے رہتے تھے علاوہ ازیں پتھر، سانپ، درخت اور گوبر تک ان کے معبود تھے! یہ حال دیکھ کر حضرت خواجہ کو بہت افسوس ہوا۔ کفر وشرک کے خلاف جہاد کرتے ہوئے آپ نے وہیں اپنے ہاتھ سے گائے ذبح کی اور سب درویشوں کو کھلائی یہ دیکھ کر ہندو آپے سے باہر ہو کر آپ پر چڑھ دوڑے......! آپ نے مٹھی بھر خاک لیکران پر پھینک دی جس سے ان میں افراتفری پھیل گئی جس پر خاک پڑی اس کا جسم خشک ہو کر رہ گیا۔ بہت سے بھاگ گئے جو رہ گئے وہ مسلمان ہو گئے اس طرح کفر وشرک کے ظلمت کدے میں آپ نے توحید کی شمع روشن کی............!

؎ جلوہ گر آفتابِ ولایت ہوا، حق کے انوار ہر سو بکھر جائیں گے
سیاہی کفر کافور ہو جائیگی، نورِ وحدت سے چہرے نکھر جائیں گے

چنانچہ اب جو "آناساگر" کے پانی سے فقراءؑ نے نہانا دھونا اور وضو کرنا شروع کیا تو چھوت چھات کے عادی ہندوؤں پر کاری ضرب

پڑی انہوں نے آنا ساگر کا پانی استعمال کرنے سے درویشوں کو منع کیا تو حضرت خواجہ نے آنا ساگر کا سارا پانی قدرتِ الٰہی سے اپنے پیالے میں سمیٹ لیا۔ سارا تالاب خشک ہو گیا تو مخلوقِ خدا پیاس سے بے حال ہونے لگی جو لوگ اپنی بد عقیدگی کی بنا پر آپ کا پانی بند کرنے پر تلے ہوئے تھے اب وہ پھر آپکی منت سماجت کرنے لگے اس پر آپ نے پیالے کا پانی واپس آنا ساگر میں انڈیل دیا تو وہ پھر پہلے کی طرح ٹھاٹھیں مارنے لگا!.......... اس طرح آپکی کرامات کی ہر طرف دھوم مچ گئی!!!

آخر کار پرتھوی راج نے بزورِ شمشیر آپ سے تعرض کیا تو اسکی حکومت شہاب الدین غوری کے ہاتھوں ختم ہو گئی!!!

برِ صغیر پاک وہند میں تبلیغِ اسلام کی بنیادوں کو آپنے اپنی خداداد روحانیت کے زور سے جو استحکام بخشا تاریخ میں اسکی مثال نہیں ملتی!...... آپکی مقناطیسی شخصیت کے اثر سے لوگ فوج در فوج دائرۂ اسلام میں داخل ہونے لگے

"کلمہ پڑھتے ہیں دیکھ کر تم کو ○ مُت بنائے ہیں خدا نے کیسے"

آپ نے نوے لاکھ کفار کو کلمہ حق پڑھا کر حلقہ بگوشِ اسلام کیا جو دنیا کی تاریخ میں ایک ریکارڈ ہے! آپکی تحریکِ روحانیت عالمگیر شہرت حاصل کر گئی۔ دور دراز ممالک تک کے طلبا اور صوفیہ اجمیر شریف آ آکر آپ سے روحانی تربیت پاتے اور پھر اسلام کا پیغام لے کر دور دراز علاقوں میں پھیل جاتے اسطرح آپ کے ذریعہ خوب ہی خوب دینِ اسلام کی ترویج واشاعت ہوئی!

اجمیر شریف کے قیام کے دوران آپ نے دو شادیاں کیں آپ کی ایک زوجہ محترمہ تو حاکم اجمیر کی دخترِ نیک اختر...... "بی بی عصمت اللہ" تھیں اور دوسری...... "بی بی امتہ اللہ"...... تھیں جو ایک ہندو راجہ کی بیٹی تھیں...... وہ کلمہ پڑھ کر اپنی خوشی سے داخلِ اسلام ہوئی تھیں!

آپ کے تین صاحبزادے تھے............... خواجہ فخر الدین، خواجہ حسام الدین اور خواجہ ضیاالدین!

آپ کی ایک دخترِ نیک اختر تھیں حضرت بی بی حافظ جمال صاحبہ...... جو عورتوں میں تبلیغِ دین کیا کرتی تھیں......!

حضرت خواجہ بزرگ کی تصانیف درج ذیل بتائی جاتی ہیں:

○ انیس الارواح ○ گنج الاسرار ○ حدیث المعارف اور

○ دیوانِ معین!......!!......!!!

آپ کی روزمرہ کی زندگی شریعت و طریقت سے مزین تھی!......

پنجوقتہ نماز آپ باجماعت ادا کیا کرتے تھے! .... ہمیشہ روزے رکھا کرتے تھے آپ کا دستور تھا کہ روزانہ ایک کلام پاک ختم فرماتے تھے، نیز آپ کا معمول تھا کہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کیا کرتے تھے! آپ کی خوراک انتہائی قلیل تھی لیکن غریبوں اور فقیروں کے لئے ہر وقت تندور گرم رہتا تھا۔ آپ کا لنگر خانہ بہت وسیع تھا جس کا دروازہ ہر خاص و عام کے لئے ہر وقت کھلا رہتا تھا...... غریبوں اور مسکینوں کے لئے سراپا شفقت و رحمت تھے جس کی وجہ سے تاریخ میں آپ ......"غریب نواز......" کے لقب سے مشہور ہوئے......!

ہندوستان میں آپ ہی سلسلہ چشتیہ کے بانی ہیں۔ ہندوستان میں آپ نے تبلیغِ اسلام کا ایسا وسیع روحانی نظام قائم کیا اور پھر اس نظام کو اسقدر

مستحکم فرمایا کہ آپ کے بعد بھی یہ نظام طریقت بڑی آب و تاب کے ساتھ پھولتا پھلتا رہا اور آج تک اسکا فیضِ روحانی جاری و ساری ہے!!! دائرہِ اسلام کو وسیع سے وسیع تر کرنے کے لئے ہندوستان کے دار السلطنت دہلی میں مستقل طور پر آپ نے اپنے خلیفہ اعظم حضرت قطب الدین بختیار کاکی کو مقرر فرمایا جن کے روحانی اثرات کی گرفت میں آکر خود سلطان شمس الدین التمش آپ کا مرید خاص بنا اسی وجہ سے اسکی بادشاہت میں خلافت کی شان نظر آتی ہے......!

حضرت قطب الاقطاب کے جانشین حضرت بابا فرید الدین گنج شکر اور انکے خلیفہ خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلۂ چشتیہ کو انتہائی عروج و کمال تک پہنچادیا۔ اور پھر حضرت محبوب الٰہی کے جانشیں حضرت خواجہ نصیر الدین چراغِ دہلی نے تو سلسلۂ چشتیہ کو افغانستان، ملایا، انڈونیشیا اور چین تک وسیع کردیا!!!

غرضیکہ آپ کے سلسلۂ عالیہ میں بڑے بڑے مشائخ کرام اور پیرانِ عظام ہوئے ہیں جنہوں نے تاریخ کے ہر دور میں شمع اسلام کو فروزاں رکھا۔ ان سب کے سردار خواجہ غریب نواز تھے!

سب آپ کو "خواجۂ خواجگاں" تسلیم کرتے ہیں!......!!......!!!

غرضیکہ حضرت خواجۂ بزرگ نے سالہا سال تک برِ صغیر پاک و ہند میں تبلیغِ اسلام کا روحانی کارنامہ انجام دینے کے بعد.........بتاریخ ۶ رجب المرجب ۶۳۳ ہجری مطابق ۱۲۳۶ء کو بروز دوشنبہ وصال فرمایا.........

اِنا للّٰہ واِنّا اِلیہِ راجعُون○

وصالِ حق حاصل ہوتے ہی آپ کی پیشانی مبارک پر خطِ نورانی میں یہ نقش اُبھرا............

"حبیب اللّٰہ مات فی حب اللّٰہ"

(اللہ تعالیٰ کا حبیب، اللہ تعالیٰ کی محبت میں وصال پاگیا!)

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شدہ زعشق
ثبت است برجریدۂ عالم دوامِ ما

آپکا آستانۂ عالیہ ......"اجمیر شریف"...... (بھارت) میں مرجعِ خلائق ہے جہاں ہر سال پہلی رجب سے چھ رجب تک عرس مبارک ہوتا ہے جس میں دنیا بھر سے زائرین کرام حاضر ہوتے ہیں۔

گزشتہ سال آپ کا ۷۸۶ واں عرس مقدس تھا جو "بسم اللہ شریف" کے اعداد ہیں۔ اس نسبت سے بڑے تزک واحتشام سے یہ عرس مبارک منایا گیا۔ اس سلسلے میں حکومتِ ہند نے دو یوم کی تعطیل کا اعلان کیا..........!

اقوالِ زرّیں

حضرت خواجہ خواجگاں کے اقوالِ زرّیں نہایت سبق آموز ہیں ان میں سے چند ایک آپ بھی ملاحظہ فرمایئے:......

○ ......منزلِ حق کے حصول کے لئے نماز نہایت ضروری ہے، کیونکہ مومن کی معراج ہی نماز ہے......!

○ ......عارف وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے کچھ طلب نہ کرے......!

○ ......عارف کی پہچان یہ ہے کہ خلقت سے بھاگتا ہے اور خاموش رہتا ہے......!

○ ...... جسمیں یہ تین خوبیاں ہوں سمجھ لو کہ خدا اسے دوست رکھتا ہے

۱۔ دریا جیسی سخاوت، ۲۔ آفتاب جیسی شفقت، ۳۔ اور زمین جیسی تواضع!

○......جس نے نعمت پائی سخاوت سے پائی......!

○ درویش وہ ہے جو کسی حاجتمند کو محروم نہ لوٹائے!

○ جو شخص کسی بھوکے کو کھانا کھلائے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص اور دوزخ کے درمیان سات پردے حائل کردے گا اور ہر پردے کی وسعت پانچ سو برس کے برابر ہوگی......!

○ نیکوں کی صحبت نیک کام کرنے سے بہتر ہے کیونکہ نیک کام کرنیکی تحریک نیکوں کی صحبت ہی سے حاصل ہوتی ہے اور بدوں کی صحبت، برے کام کرنے سے بدتر ہے......!

○ ......دونوں جہانوں کو خیرباد کہنے سے اگر حق تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوجائے تو مہنگی نہیں......!

○ ......محبت کی نشانی یہ ہے کہ فرماں بردار رہے اور ڈرتا رہے کہ کہیں دوست اپنی محفلِ خاص سے نکال نہ دے!

○ ......توکل کی نشانی یہ ہے کہ مخلوقِ خدا سے خواہ کتنی ہی تکلیف پہنچے، شکوہ و شکایت نہ کرے!

○ ......چار چیزیں گوہر نفس ہیں ......تہی دستی میں اظہار دولتمندی......بھوک میں اظہارِ سیری......غم میں اظہارِ خوشی اور

دشمن سے دوستی!

○ ......حاجت روائی کے لئے......الحمد......بکثرت پڑھنا چاہیے......!

○ ......جو بیٹا اپنے ماں باپ کے قدم چومتا ہے اس کے تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں......!

○ ......گناہ کرنے سے ہمیں اتنا نقصان نہیں پہنچتا جتنا کسی مسلمان بھائی کو ذلیل و خوار کرنے سے پہنچتا ہے......!

○ ......اہلِ معرفت کی عبادت پاسِ انفاس ہے......!

○ ......بہترین وقت وہ ہے جب دل میں وسوسوں کا گذر نہ ہو......!

○ ......حاجی جسم کے ساتھ خانۂ کعبہ کا طواف کرتا ہے، عارف دل کے ساتھ عرش کے گرد طواف کرتا ہے......!

○ ......کوئی مرید فقر کے خطاب کا اس وقت مستحق ہوتا ہے جب عالمِ فانی میں اس کی کوئی چیز باقی نہیں رہتی......!

○ ......عارفوں کا ایک مرتبہ یہ ہوتا ہے کہ تمام عالم اور جو کچھ اس عالم میں ہے اپنی دو انگلیوں کے درمیان میں دیکھتے ہیں......!

○ ......محبت میں عارف کا ادنیٰ ترین درجہ یہ ہے کہ اس میں صفاتِ خداوندی پائی جائیں......!

سماع

سلسلۂ چشتیہ میں سماع (قوالی) کو ایک خاص اہمیت حاصل رہی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ خود بزرگانِ چشت نے سماع کے کچھ شرائط و آداب مقرر کیے ہیں۔ ان شرائط و آداب کے ساتھ قوالی سننا بہت مشکل کام ہے چنانچہ سلسلۂ چشتیہ کے مشہور و معروف بزرگ حضرت محبوبِ الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاؒ نے سماع کے لئے درج ذیل شرائط عائد کی ہیں..........!

- محفلِ سماع میں عورتیں نہ ہوں......!
- قوالی سنانے والا لڑکا نہ ہو......!
- "مزامیر" یعنی ساز وغیرہ نہ بجایا جائے......!
- جو کچھ سنایا جائے وہ فحش سے پاک ہو......!
- جو کچھ سنا جائے وہ صرف خدا کے لئے سنا جائے......!

مزید اس سلسلے میں مشہور بزرگ حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی کا فرمان ہے:

- محفلِ سماع میں جو لوگ شریک ہوں وہ باوضو ہوں......!
- محفلِ سماع عام راستہ پر نہ ہو......!
- محفلِ سماع سے پہلے ایک دفعہ "سورۃ الحمد شریف" اور تین بار "قل ھو اللہ شریف" پڑھ کر کثرت سے درود شریف پڑھیں......!
- محفلِ سماع میں دوزانو (نماز میں قعدے کی طرح) سر جھکا کر بیٹھیں......!
- قوال روپے پیسے کے لالچی نہ ہوں۔ جو کچھ انہیں دیا جائے اسے احسان سمجھیں......!
- محفلِ سماع برخاست ہو تو پھر سب حاضرین "سورۃ فاتحہ" اور "سورۃ اخلاص" تین تین بار پڑھ کر بکثرت "درود شریف" پڑھیں، جو شخص ان آداب کی خلاف ورزی کرے گا، اس کو سماع سے نفع کے بجائے نقصان پہنچے گا۔ !!!

(حوالہ کے لئے دیکھیے شیخ موصوف کی عظیم تصنیف......"عشراتِ کاملہ")

اس کے علاوہ مشہور چشتی بزرگ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے نزدیک "سماع سننا" صرف ان لوگوں کے لئے جائز ہے جو اس کے سننے کے اہل ہوں۔ اور مزامیر (ساز) کے ساتھ سماع (قوالی) سننا قطعی حرام ہے"......(خیر المجالس)

مآخذِ کتاب

اس مضمون کی تیاری میں درج ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔

مرآۃ الاسرار ...... سیر العارفین ...... خزینۃ الاصفیا ...... سیر الاقطاب ...... تاریخ فرشتہ
وقائع شاہ معین الدین چشتی ...... بستان معرفت ...... بحر الانساب ...... مدائن المعین ...... کتاب السند
روضۃ الصفا ...... سعد الاخبار ...... مولد عطائے رسول ...... حدیقۃ الاولیا ...... عجائب السند ...... تذکرۃ الانساب
علم کے موتی ...... خواجہ غریب نواز اجمیر عدالت ۱۹۹۰ء ...... گلزار ابرار ...... اخبار واصلین
احسن الاسرار ...... مجمع الواصلین ...... ماہنامہ ضیائے حرم (لاہور) مارچ ۱۹۸۹ء ...... ماہنامہ "الجامعہ" محمدی شریف ضلع جھنگ دسمبر ۱۹۹۳ء ...... تذکرہ خواجہ اجمیری از طالب ہاشمی ...... فوائد الفواد
خیر المجالس ...... عشرات کاملہ از حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی رحمۃ اللہ علیہ۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ○ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ○ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ○

منقبت شریف

فخرِ چشتیاں حضرت شاہ نیازؔ احمد بریلوی کا نذرانۂ عقیدت

خواجۂ خواجگاں معین الدیں فخرِ کون و مکاں معین الدیں

رہبرِ حق رہیاں معین الدیں بے نشاں را نشاں معین الدیں

مرشد رہنمائے اہل صفا ہادیٔ انس و جاں معین الدیں

مظہرِ جلوہ گاہِ نورِ قدم آفتابِ جہاں معین الدیں

عاشقاں را دلیلِ راہِ یقیں سدِ راہِ گماں معین الدیں

قربِ حق اے نیازؔ گر خواہی ساز وِردِ زباں معین الدیں

شرکتِ اسلامیہ میرپورخاص

Shirkat-e-Islamia, Mirpurkhas

